مقالہ تحقیق کے بنیادی عناصر

★ ایس ایم نعمان عزیز خان

تحقیقی مقالہ کی دو قسمیں ہیں۔ پہلا مختصر مضمون جو کسی مجموعہ مضامین یا کسی یاد گاری مجلہ کے لیے لکھا جائے، دوسرا طویل مقالے جس کی مزید دو قسمیں ہیں:

(الف) متوسط حجم جو تقریباً سو ڈیڑھ سو صفحات کے ہوتے ہیں۔

(ب) طویل حجم کے مقالے جو کئی سو صفحات کے ہو سکتے ہیں۔

ایم فل کے مقالے متوسط حجم کے ہوتے ہیں اور پی ایچ ڈی کے مقالے طویل حجم کے ہوتے ہیں جو ساڑھے تین سو سے سات سو صفحات کے ہو سکتے ہیں پی ایچ ڈی کے مقالے کی مدت دو سال اور زیادہ سے زیادہ پانچ سال مقرر ہوتی ہے، اگر کوئی تحقیق مکمل نہیں ہوتی تو اس کے ذمہ دار تین اشخاص و عوامل ہوتے ہیں:

1۔ طالب علم کی کوتاہی۔

2۔ نگران کی کم التفاتی۔

3۔ موضوع کا غیر مناسب ہونا۔

تحقیقی مقالے کی تعریف:

تحقیقی مقالے وہ زیر بحث مسئلہ ہے جس کے متعلق ریسرچ اسکالر کی سعی و کوشش کے وہ مدونہ نتائج جس کو تمام مالہ اور ماعلیہ اسناد و دلیلوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہو۔[1]

دیگر الفاظ سے مقالہ اس مکمل رپورٹ کو کہتے ہیں، جو کوئی محقق اپنے تحقیقی کام کی کامیاب تکمیل کے بعد پیش کر سکے۔ جو ابتدائی سوچ سے نتائج تک مختلف مراحل کی روشنی میں مرتب کرے۔[2]

تحقیقی مقالے کے بنیادی عناصر: (The Basic Elements of Research Thesis)

تحقیقی عمل کے بعد جب اسکالر اپنے مقالے کو ترتیب دے گا تو اسے مقالے کے اجزاء پر بھی غور کرنا چاہیے، اصول تحقیق پر جن حضرات نے کتابیں لکھیں ہیں، انھوں نے تحقیقی مقالے کے عناصر کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جس کے مطابق مقالے کو حسبِ ذیل اجزاء پر مشتمل ہونا چاہیے:

1۔ مقدمہ: (Preface)

مقدمہ یا ابتدائیہ جیسے کہ نام سے ظاہر ہے، کسی مقالے کا دیباچہ یا پیش لفظ ہوتا ہے۔ اگرچہ ترتیب کے لحاظ سے مقالے کا آغاز ہوتا ہے، لیکن تحریر کے لحاظ سے مقالے کے آخر میں تحریر کرنا چاہیے۔ چونکہ دوران تحقیق بہت سی نئی باتیں اور مسائل سامنے آتے ہیں لیکن یہاں مقدمے سے مراد خاکہ کی مقدمہ ہے، جس میں محقق اپنے موضوع کے بارے میں ضروری

---

[1] ڈاکٹر گیان چند، تحقیق کا فن:57

[2] شبلی، کیف تکتب بحثا، اور رسالتہ:4

معلومات جمع کرتا ہے۔[3] اس لیے ابتدائیہ میں اس حصے میں محقق کو درج ذیل کا خیال رکھنا چاہیے:

الف۔ ابتدائیہ بہت ہی جاندار اور جامع ہونا چاہیے، تاکہ قاری پر پہلا تاثر عمدہ طریقے سے پڑے اور وہ مزید مطالعے کے لیے مجبور ہو جائے۔ اگر موضوع بھونڈا، خشک اور غیر منطقی ہو گا تو مقالے کا قاری اسے دل چسپی سے نہیں پڑے گا۔ اس کا اسلوب سادہ، عام فہم، اور دلچسپ ہو۔

ب۔ موضوع کا تعارف اور اس کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کی جائیں۔

ج۔ موضوع اختیار کرنے کی وجوہات کا ذکر کیا جائے۔

د۔ موضوع سے متعلق سابقہ تحقیقات کا جائزہ پیش کیا جائے۔

ہ۔ سابقہ تحقیقات کی تشنگی، اور مزید تحقیق کی ضرورت واضح کی جائے۔[4]

2۔ابواب: (Chapterization)

موضوع تحقیق سے متعلق تمام ابتدائی معلومات کو ذہن میں رکھتے ہوئے، ترتیب کے ساتھ ابواب بندی کی جائے۔ مقالے کے تمام عنوانات کی خصوصیات اس کے عنوانات میں بھی ہونی چاہییں، کیونکہ عنوان پورے باب کا علامتی نمائندہ ہوتا ہے۔ محقق کو ایک مصور یا بت تراش کی مانند اپنے تخیل میں پوری تحقیق کا ڈیزائن محفوظ رکھنا چاہیے اور پھر اس تصور کو صفحہ

---

[3] ملک خالق داد، تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، 80

[4] خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اسلامی اصول تحقیق (لاہور، ادبیات، 2015ء)257

قرطاس پر اس طرح سے منتقل کرنا چاہیے کہ ایک پوری تصویر نگاہوں کے سامنے آجائے۔ تمام ابواب ایک تسلسل کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مربوط ہوں کہ پوری تحریر یکجا محسوس ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ہر باب اپنی جگہ ایک الگ اور مکمل موضوع بن جائے۔ کسی باب کا نام اس میں موجود مواد کی مناسبت سے مقرر کرنا چاہیے، تاکہ باب کا نام پڑھتے ہی اس کے تمام مشمولات کا تصور قاری کے ذہن میں اجاگر ہو جائے۔

3۔ فصول کی ترتیب:

خاکہ بنانے وقت موضوع سے متعلق مواد کو جب ابواب میں تقسیم کر کے ترتیب دیا جائے تو موضوع کی مناسبت سے تمام ابواب کے ذیلی حصے یا ذیلی ابواب یعنی فصول بنا لیے جائیں تاکہ بعد میں دوران تحقیق اگر کوئی اضافہ کرنا پڑے تو وہ آسانی سے ممکن ہو۔[5]

4 خلاصہ بحث: (Summary of Research)

خلاصہ بحث مقالے کا آخری حصہ اور سارے مقالے اور تحقیق کا جوہر ہے۔ اس کو نہایت احتیاط سے لکھنا چاہیے۔ اس میں محقق اپنی ساری تحقیق کا جائزہ پیش کرتا ہے۔ اپنا دعوی اس کا ثبوت اور اس کی تائید میں دلائل مختصر اور جامع طریقے سے بیان کرتا ہے۔ اس جائزے کے نتیجے ہی تحقیقی عمل کے نتائج کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس حصے کو دیکھ کر ممتحن مقالے کے معیار کا جائزہ لیتا ہے اور عام قاری کم از کم وقت میں ساری تحقیق کا خلاصہ جان سکتا ہے۔

---

[5] خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اسلامی اصول تحقیق (لاہور، ادبیات، 2015ء)257

5۔ نتائج: (Conclusions)

اس حصے میں محقق کو تحقیق کے شروع میں اٹھائے گئے سوالات، مذکورہ موضوع پر تحقیق کی ضرورت اور تحقیقی عمل کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نتائج پر مختصر جامع اور مدلل تجزیہ پیش کرنا چاہیے۔ اگر حاصل شدہ نتائج کی تعداد زیادہ ہو تو انھیں ترتیب وار اس طرح سے بیان کیا جائے کہ ہر نتیجہ پہلے اور آگے والے نتیجے سے منسلک ہو۔ اس موضوع پر ہونے والی سابقہ تحقیقات کے ساتھ ربط بھی قائم کیا جائے۔ اس حصے میں ایسی کوئی نئی بات بیان نہ کی جائے جو اس سے پہلے مقالے میں بیان نہ ہوئی ہو۔ بلکہ صرف مقالے میں بیان کردہ تفاصیل کا خلاصہ یہاں بیان کیا جائے۔

6۔ فہارس وضیمہ جات:

مقالے میں ضیمہ جات کا شامل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ اگر دوران تحقیق کچھ نئی چیزیں سامنے آتی ہیں جن کا تعلق خاکے میں بیان کردہ، دعوی جات اور پیش کردہ دلائل سے تو نہیں ہوتا لیکن محقق ان کو سامنے لانا ضروری سمجھتا ہے تو ایسی چیزیں ضیمہ میں بیان کی جاتی ہیں۔[6]

7۔ مصادر ومراجع: (Bibliography)

مصادر ومراجع یا کتابیات مقالے کا بہت اہم حصہ ہوتا ہے۔ ان سے ایک طرف تو نو آموز محقق کے لیے تحقیق کی راہیں آسان ہوتی ہیں اور دوسری طرف وہ اپنی آرا کی تائید میں

---

[6] خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اسلامی اصول تحقیق (لاہور، ادبیات، 2015ء)259

علوم و فنون کے ماہرین کی آرا سے اقتباس پیش کر کے اپنی تحقیق کی اہمیت کو بڑھا سکتا ہے۔
خاکے کی تیاری کے دوران محقق کو موضوع سے متعلق ممکنہ دستیاب کتب، مقالات، اخبارات، رسائل، لغات، انسائکلوپیڈیاز، ریکارڈز، مخطوطات، یادداشتوں اور خطوط وغیرہ کی ایک عارضی فہرست تیار کر لینی چاہیے۔ چونکہ خاکہ ایک بیج کی حیثیت رکھتا ہے جس سے پودا وجود میں آتا ہے۔ پھر اس میں سے مزید شاخیں اور پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب محقق مجوزہ کتب کا مطالعہ کرے گا تو اس دوران نئے ماخذات و مصادر بھی سامنے آئیں گے جن کو وہ بعد میں اپنی فہرست میں شامل کرے گا۔[7]

[7] خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اسلامی اصول تحقیق (لاہور، ادبیات، 2015ء)261

مصادر و مراجع

1. ڈاکٹر گیان چند، تحقیق کا فن:57
2. شبلی، کیف تکتب بحثا، اور رسالتہ:4
3. ملک خالق داد، تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، 80
4. خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اسلامی اصول تحقیق (لاہور، ادبیات، 2015ء)257
5. خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اسلامی اصول تحقیق (لاہور، ادبیات، 2015ء)257
6. خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اسلامی اصول تحقیق (لاہور، ادبیات، 2015ء)259
7. خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اسلامی اصول تحقیق (لاہور، ادبیات، 2015ء)261